(۹) ۸

ہدایت القرآن

قرآن کی بنیادی تعلیم :

محمد تقی امینی

اوپر تین گروہوں کا بیان تھا جن سے کتاب ہدایت (قرآن) کو سابقہ پیش [illegible] کے بعد اس کا اصولی اور بنیادی تعلیم کا ذکر ہے جس کے گرد قرآن کی فکری وعملی زندگی گردش کرتی ہے وہ یہ ہیں -

(۱)- توحید (۲)- رسالت اور (۳)، آخرت -

(۱) توحید ایک اور صرف ایک اللہ پر ایمان لانا اور اسی کی فرماں برداری کرنا -

(۲) رسالت - اللہ کے رسولؐ پر ایمان لانا اور اسی کے بتائے ہوئے طریقے اور راستے (صراطِ مستقیم) پر چلنا کہ اسی میں اللہ کی فرماں برداری ہے -

(۳) آخرت - مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے اور اللہ کے سامنے جوابدہ ہونے پر یقین رکھنا -

قرآن نے انسان کی اندرونی زندگی کا جو حال بیان کیا ہے اس کے لحاظ سے ان تینوں پر ایمان اس کی فطرت میں داخل ہے - اسی کو تعلیم کے ذریعہ اندر سے ابھارا جاتا ہے - اوپر سے مسلط نہیں کیا جاتا، یعنی انسان کی پیدائش کے وقت ان تینوں کے نقوش فطرت میں پیوست کر دیئے جاتے ہیں اور پھر اسی کے مطابق تعلیم دی جاتی ہے، اس طرح فطرت اور تعلیم میں مطابقت پیدا ہوتی ہے -

قرآن نے انسان اور اللہ کی طرف سے بھیجی ہوئی ہدایت کی جو تاریخ بیان کی ہے اس کے لحاظ سے بھی ان تینوں کی تعلیم نئی نہیں ہے بلکہ اسی وقت سے دی جاتی رہی ہے جب سے دنیا میں انسان آیا اور جب سے ہدایت بھیجنے کا سلسلہ شروع ہوا ہے - ایسا نہیں ہے کہ انسان اور اللہ کی ہدایت کے درمیان کوئی وقفہ یا فاصلہ

© rasailojaraid.com

رہا ہے۔ یعنی انسان رہا ہو اور اللہ کی ہدایت نہ موجود رہی ہو۔ یا انسان تنہا آ گیا ہو اور ہدایت بعد میں آئی ہو۔ جیسا کہ اگلے رکوع میں انسان اور ہدایت دونوں کی ابتدائی تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان اپنے ساتھ ہی اس وقت کی ابتدائی زندگی کے لحاظ سے ابتدائی ہدایتوں کو ساتھ لایا تھا جس میں توحید، رسالت اور آخرت تینوں شامل تھے۔

دنیا اپنی تحقیق کے بعد اب اس نتیجہ پر پہنچی ہے کہ انسان کا قدیم ترین عقیدہ توحید رہا ہے۔ شرک کا عقیدہ بعد میں آیا ہے۔ یہ نتیجہ بجائے خود قرآن کی بتائی ہوئی انسان کی فطرت اور اس کی ابتدائی تاریخ کی سچائی کا کھلا اعلان ہے۔

© rasailojaraid.com

توحید کا ثبوت:

یَآ اَیُّھَا النَّاسُ اعْبُدُوْا ۔۔۔ وَ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝

اے لوگو! [1] تم اپنے اس رب کی عبادت کرو [2] جس نے تم کو پیدا کیا اور ان لوگوں کو (بھی) جو تم سے پہلے تھے تاکہ تم متقی ہو جاؤ [3] وہی رب (پرورش کرنے والا) جس نے تمہارے لئے زمین کو فرش بنایا اور آسمان کو چھت بنایا اور بادل سے پانی برسایا، پھر اس نے تمہاری روزی کے لئے پھل نکالے پس تم کسی اور کو اللہ کا شریک نہ بناؤ جب کہ تم جانتے ہو کہ یہ سب اسی نے کیا ہے۔ [4]

[1] خطاب تمام انسانوں کے لئے ہے کسی خاص گروہ و فرقہ کے لئے نہیں ہے اور انداز بھی وہی اختیار کیا گیا ہے جو تمام نبیوں اور رسولوں کا رہا ہے۔ سبھی نے پہلے اُعْبُدُوْا (تم اللہ کی عبادت کرو) ہی فرمایا تھا۔

[2] عبادت کی وضاحت سورہ فاتحہ میں گذر چکی ہے کہ اس کی حقیقت اللہ کی عظمت و بڑائی کے سامنے انتہائی محبت و دل کی لگن کے ساتھ انتہائی عاجزی و ذلت کا اظہار ہے آیت میں عبادت کی یہی حقیقت مراد ہے۔ اللہ بندہ کا صرف آقا و حاکم ہی نہیں ہے بلکہ محبوب و من موہن و دل کا پیارا بھی ہے۔ اس بنا پر محبت عبادت کی حقیقت میں داخل ہے جو عبادت محبت کے بغیر ہوگی اس میں صرف ضابطہ کی خانہ پُری ہوگی اور رابطہ کا تعلق نہ پیدا ہوگا اس میں قانون کی خشکی ہوگی محبت کی چاشنی سے محرومی ہوگی۔ جب کہ اللہ کو مطلوب وہ عبادت ہے جس میں محبت کی

© rasailojaraid.com

چاشنی ہو اور دل دھیان سے اللہ کی فرمانبرداری ہو۔

عبادت کی بے شمار شکلیں اور صورتیں ہیں ہر وہ کام اور بات عبادت ہے جس سے اللہ راضی ہو اور جو اللہ کو پسندیدہ ہو۔ اسی طرح ہر وہ کام اور بات عبادت ہے جو اپنی ذات کو، گھر والوں کو، رشتہ داروں کو اور اللہ کے دوسرے تمام بندوں کو فائدہ پہنچانے کے لئے یا نقصان سے بچانے کے لئے ہو۔ اس طرح عبادت کے دائرہ میں انسان کی پوری زندگی آجاتی ہے اور زندگی کے تمام حالات و معاملات سے اس کا تعلق قائم ہوتا ہے۔ پوجا ایک خاص رسم ہے جس کا حق دار نہ معلوم کس کس کو سمجھا جاتا ہے اور جس کا تعلق زندگی کے تمام حالات و معاملات سے نہیں قائم ہوتا ہے پھر جس کی پوجا کی جاتی ہے اس کی طرف سے کچھ کرنے یا چھوڑ دینے کا کوئی مطالبہ نہیں ہوتا ہے کہ جس سے اس کی رضامندی و ناراضگی کا پتہ چل سکے، اسی بنا پر عبادت کا ترجمہ پوجا کرنا یا اس کے ساتھ تشبیہ دینا صحیح نہیں ہے۔

۳۔ عبادت کا فائدہ تقویٰ حاصل کرنا بتایا گیا ہے یعنی اندر جو روحانی کیفیت (دل کی روشنی) ہے وہ ابھر آئے اور پھر قرآن سے ہدایت لینے میں دشواری نہ رہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ عبادت کی حقیقت کو اندر کی فطری حالت ابھارنے، اس کو پروان چڑھانے اور پھر قرآن سے ہدایت حاصل کرنے کے قابل بنانے میں خاص دخل ہے۔

۴۔ عبادت کا حق دار صرف اللہ ہے اس کے سوا اور کوئی نہیں ہے اس کے ثبوت میں اللہ کی تین صفتیں ذکر کی گئی ہیں۔

۱۔ وہی تمہاری پرورش کرتا ہے۔

۲۔ وہی تمہیں پیدا کرتا ہے۔

۳۔ وہی تمہارے زندہ رہنے کا انتظام کرتا ہے۔

(۱) پرورش کی صفت اللہ کی محبت کو ظاہر کرتی ہے کہ اس کے بغیر کوئی کسی کی پرورش نہیں کرتا ہے۔

(۲) پیدائش کی صفت اللہ کی عظمت کو ظاہر کرتی ہے کہ اس کے بغیر کوئی کسی کے سامنے نہیں جھکتا ہے۔

(۳) انتظام کی صفت قدم قدم پر انسان کی محتاجی ظاہر کرتی ہے کہ اس کے

© rasailojaraid.com
© rasailojaraid.com
© rasailojaraid.com

بغیر علت کے سامنے بھی کوئی جھکنے کے لئے تیار نہیں ہوتا ہے ۔

پرورش کی صفت میں پیدائش کی صفت شامل نہ تھی اس لئے اس کو علیحدہ سے ذکر کیا کہ بات صرف پرورش پر نہیں ختم ہوتی بلکہ تم کو اور تمہارے باپ دادا کو پیدا بھی اسی نے کیا ہے ۔ پھر یہ بھی تو دیکھو کہ اس زمین و آسمان کو تمہارے رہنے کے قابل اسی نے بنایا ہے اور تمہارے زندہ رہنے کے لئے ہر قسم کے رزق کا انتظام بھی وہی کرتا ہے ۔

پس جو ذات پرورش، پیدائش اور انتظام سب کچھ کرتی ہے وہی اور صرف وہی عبادت کی حق دار ہے اور جس کا ان سب میں کوئی شریک نہیں ہے تو اس کی عبادت میں کسی اور کو شریک کیوں کر ہو سکتی ہے ؟ جب تم ان تینوں کو خالص اللہ ہی کی طرف سے جانتے ہو کسی اور کو شریک نہیں مانتے تو پھر عبادت میں کسی اور کو شریک کرنا کیسے گوارا کرتے ہو ۔

رسالت کا ثبوت

حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول تھے، اس کے ثبوت میں قرآن نے دو باتیں پیش کی ہیں ۔

(۱) ایک خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی اور (۲) دوسری وہ کتاب (قرآن) جو ہدایت و رہنمائی کے لئے آپؐ نے پیش کی ہے ۔

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے بارے میں آپؐ ہی کی زبان سے کہلوایا گیا کہ "میں عمر کا بیشتر حصہ تم میں گذار چکا ہوں (یونس آیت ۱۶) میری زندگی کھلی ہوئی کتاب کی طرح تم سب کے سامنے ہے ۔ ہر شخص دیکھ کر فیصلہ کر سکتا ہے کہ اس میں نہ صرف یہ کہ کوئی کمی اور قصور نہیں ہے بلکہ دوسرے تمام انسانوں کی زندگی سے کہیں بلند و برتر ہے، میری زندگی کے بارے میں یہ تجربہ خود اس بات کی دلیل ہے کہ میں کوئی بات اپنی خواہش کے تحت اپنے اقتدار اور فائدے کے لئے نہیں کہہ رہا ہوں بلکہ اللہ کی بات اس کی مرضی کے مطابق لوگوں تک پہنچا رہا ہوں ۔

(۲) کتاب (قرآن) کے بارے میں کہا گیا ہے کہ اس کے اللہ کی طرف سے ہونے میں تمہیں کسی قسم کا شک و شبہ ہے تو اس کا مقابلہ کر کے دیکھو، اس جیسی کوئی چھوٹی

© rasailojaraid.co
© rasailojaraid.co
© rasailojaraid.co

سی چھوٹی سورت بنا کر لاؤ اور تنہا نہیں بلکہ جتنے تمہارے حمایتی اور مددگار ہوں ان کو بھی اس مقابلہ میں اپنے ساتھ بلا لو پھر فیصلہ کرو کہ کیا یہ کسی انسان کی لکھی ہوئی کتاب ہے۔

یہ دونوں ثبوت اتنے مضبوط اور پائدار ہیں کہ رہتی دنیا تک باقی رہیں گے اور نہ ان میں کمی آئے گی اور نہ ختم ہوں گے۔

وَإِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِمَّا نَزَّلْنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِنْ مِثْلِهِ وَادْعُوا شُهَدَاءَكُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۝

اور اگر تم لوگ [1] اس کتاب کے بارے میں شک میں ہو جو ہم نے اپنے بندے پر اتاری ہے [2] تو ایک چھوٹی سی چھوٹی سورت اس جیسی تم بھی لے آؤ اور اپنے حمایتیوں کو بھی اللہ کے مقابلے میں بلا لو اگر تم سچے ہو [3]

[1] پہلے کی طرح یہ خطاب بھی تمام انسانوں کے لئے ہے کسی خاص قوم یا زمانہ کے لئے نہیں ہے اور مقابلے کے لئے دعوت بھی کسی ایک پہلو سے نہیں ہے۔ بلکہ زبان، انداز بیان، معانی، مطالب، مقاصد، مفہوم میں گہرائی اور وسعت ہر پہلو سے ہے۔

بلاشبہ قرآن میں عربی زبان کے نہایت اعلیٰ درجہ کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ جملوں میں نہایت اعلیٰ درجہ کی ترکیب استعمال کی گئی ہے لیکن ان الفاظ اور جملوں میں جو معانی مطالب اور مقاصد پوشیدہ ہیں ان میں جس قدر گہرائی اور وسعت ہے پھر ان کے لئے جو انداز بیان اختیار کیا گیا ہے وہ سب نہایت اعلیٰ پیمانہ پر ہیں اور ان سب سے مقابلہ کے لئے تمام انسانوں کو دعوت دی گئی ہے۔

[2] قرآن کوئی نئی کتاب نہیں ہے بلکہ اس کی تاریخ اتنی ہی پرانی ہے جتنی خود انسان کی ہے۔ سب سے پہلے انسان (آدمؑ و حواؑ) تنہا نہیں آئے بلکہ اللہ کی طرف سے ہدایت و رہنمائی بھی اپنے ساتھ لائے، پھر ان کی اولاد میں بھی ضرورت اور وسعت کے لحاظ سے یہ سلسلہ جاری رہا۔ یہاں تک کہ قرآن کی شکل میں اسی ہدایت و رہنمائی کا آخری ایڈیشن آگیا۔

ہدایت و رہنمائی کی ابتداء سے قرآن کے زمانہ تک کا وقفہ کچھ کم نہیں

© rasailojaraid.com

ہے بلکہ بہت زیادہ ہے۔ اس عرصہ میں اس کو مختلف طبیعتوں، مختلف حالتوں اور مختلف فضاؤں سے سابقہ پیش آتا رہا ہے جس سے طبیعت کو ہموار کرنے اس کو مضبوط بنانے اور فضا کو قابلِ قبول بنانے میں بڑی مدد ملی۔ پھر یہ مجموعہ (قرآن) ایک دم سے نہیں آ گیا بلکہ مختلف وقتوں میں، مختلف حالتوں کے لحاظ سے پہلے تھوڑا تھوڑا آتا رہا اور موقع و ضرورت کے مطابق پہلی شریعتوں میں تبدیلی بھی ہوتی رہی جس سے ہر قسم کے تجربات کے کافی مواقع فراہم ہوئے۔ یہاں تک کہ جب انسان کی طبیعت اس کی استعداد اور دوسرے حالات ساز گار ہو گئے تو ہدایت و رہنمائی کے اسی سلسلے کو قرآن کی صورت میں آخری اور مکمل شکل دے دی گئی۔

یہ قرآنی ہدایت و رہنمائی کی بنیاد "فطرت" پر ہے جس میں تبدیلی نہیں ہوتی ہے معاشرہ اور سوسائٹی پر نہیں ہے جس میں تبدیلی ہوتی رہتی ہے۔ یوں سمجھئے کہ فطرت ایک پاکیزہ اور صاف ستھرا "بیج" ہے جس پر انسانیت کا درخت اُگتا اور پھل پھول لاتا ہے یہ بیج ہر انسان کی پیدائش کے وقت اس کے اندر پیوست کر دی جاتی ہے۔ ریسرچ و تحقیق کے کسی دائرہ میں اب تک نہیں آ سکی ہے۔ اس کی حیثیت اب بھی انکشافِ حقیقت کی (Revelation of Truth) کی ہے جس پر پڑے ہوئے پردے کو اللہ نے اٹھایا ہے انسانی دریافت کی رسائی وہاں تک نہیں ہوتی ہے یہ کوئی تعجب کی بات نہیں ہے انسان اپنے بارے میں بہت کم معلوم کر سکا ہے اور جس قدر اس نے معلوم کیا ہے وہ بھی ناقص حالت میں ہے جس کا اقرار خود ماہرین کو ہے۔

قرآن کا اصل میدان انسان ہے اس کے سارے بیانات اسی سے متعلق ہیں، دوسری چیزیں اسی کی کار برآری کے لئے ہیں اور اسی کی کارگزاری میں لگی ہوتی ہیں اس نے جس نظر سے انسان کو دیکھا اور اپنے بیان میں روحانی پاکیزگی، اخلاقی سچائی قانونی تقدس اور تاریخی شرافت کا جس قدر اہتمام کیا ہے، علم و فن کی اتنی ترقی کے باوجود اس کی نظر وہاں تک نہیں پہنچ سکی ہے۔

پھر قرآن کے بیان میں کوئی چیز علیحدہ نہیں ہے بلکہ فکر (عقیدہ) و عمل، تعمیر و اخلاق، تاریخ و قانون سب ایک دوسرے کے ساتھ جڑے ہوئے ملے ہوئے اور روحانی نظام میں اس طرح گندھے ہوئے ہیں کہ کوئی دوسرے سے علیحدہ نہیں ہو سکتا ہے

© rasailojaraid.com
© rasailojaraid.com

اور اگر علیحدہ کرکے دیکھا گیا تو اس کی اصلی حیثیت اور فائدہ مندی نہ باقی رہے گی۔

قرآن کا انداز بیان اصول کی شکل میں ہے اس میں عام قاعدے اور ان کے مقاصد بیان کئے گئے ہیں انسانوں کے مصالح اور فوائد پر گفتگو ہے اور ہر ایک کے ثبوت میں تاریخی حوالوں کی بار بار شہادت ہے۔ ان کے مطابق زندگی گذارنے اور نہ گذارنے کے آنکھوں دیکھے اثرات اور نتائج کا بیان ہے۔ اس میں جزئی باتیں اور جزئی قوانین بہت کم ہیں اور جس قدر بھی ہیں وہ نمونہ کے طور پر ہیں تاکہ ان کی روشنی میں ترقی کرنے والی زندگی اور آگے بڑھنے والے معاشرہ و سوسائٹی کے مسائل حل کئے جاتے رہیں۔

غور سے دیکھا جائے تو یہ انداز بیان اس ہدایت و رہنمائی کے لئے ضروری ہے جو سب کے لئے اور ہمیشہ رہنے والی ہو۔ مان لیجئے اگر اس میں تفصیلات بیان کر دی جاتیں اور ہر ایک کی عملی شکل کے خاکے تیار کر دئیے جاتے تو یہ تفصیلات اور خاکے کسی ایک زمانہ اور کسی ایک قوم کے لئے ہوتے۔ سب کے لئے اور ہمیشہ کے لئے نہ ہوتے، پھر قرآن کی ہدایت و رہنمائی عالمگیر نہ ہوتی اور اس میں وہ کشش نہ پیدا ہوتی جو ہر زمانہ میں لوگوں کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔

فَإِنْ لَّمْ تَفْعَلُوا وَلَنْ تَفْعَلُوا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي
وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ أُعِدَّتْ لِلْكَافِرِينَ ۝

"پھر اگر تم ایسا نہ کر سکو اور ہرگز نہ سکو گے تو اس آگ سے ڈرو جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں جو کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے"[۲۵]

[۲۴] اوپر قرآن کی چھوٹی سی چھوٹی سورت بنا کر پیش کرنے کی دعوت دی گئی تھی یہ اس سے آگے کا قدم ہے، جس میں مقابلہ کے لئے چیلنج کیا گیا ہے اور حمیت و غیرت کے ابھارنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی گئی ہے۔ انداز وہ اختیار کیا گیا ہے کہ اگر کسی میں ذرا بھی ہمت و جرأت ہو تو جان تک لڑانے کے لئے تیار ہو جائے۔

[۲۵] پھر مقابلہ نہ کر سکنے کی صورت میں دوزخ کے عذاب کی دھمکی دی گئی ہے دنیوی عذاب کی دھمکی نہیں دی گئی ہے کہ اس میں کسی نہ کسی طرح زور اور سفارش کی گنجائش نکالی جا سکتی ہے جب کہ دوزخ کے عذاب میں دنیا کی طرح کسی کے زور اور سفارش کی گنجائش نہیں ہے۔ آگے زیادہ وضاحت آرہی ہے،

© rasailojaraid.com

سے پھر جن کے زور اور جن کی سفارش پر ناز تھا، پتھر کی مورتیاں، دوزخ کے مدآ میں وہ بھی ان کے ساتھ ہوں گی جس سے ایک طرف عذاب میں شدت ہوگی اور دوسری طرف حسرت وندامت میں اضافہ ہوگا۔ چیلنج میں ایسے عذاب کی دھمکی مقابلہ میں مزید تیزی پیدا کرتی ہے اور ہر طرح سے دعوتی کو جب ہ اکر دکھائے اور جھنجھلاہٹ پیدا کر کے چیلنج کا جواب دینے پر مجبور کر دیتی ہے۔

وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا الخ :

اور ان لوگوں کو خوشخبری دیجئے جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے کہ ان کے لئے باغ ہیں جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہیں سلہ جب انہیں وہاں کوئی پھل کھانے کو دیا جائے گا تو کہیں گے یہ تو وہی ہے جو ہمیں اس سے پہلے (دنیا میں) دیا جا چکا ہے اور شکل وصورت میں (مگر مزہ میں) ملتا جلتا ہی پھل دیا جائے گا اور ان کیلئے وہاں صاف ستھری بیویاں ہوں گی اور وہ وہیں ہمیشہ رہیں گے سلہ

سلہ یہ ان لوگوں کے لئے اجر وانعام کا وعدہ ہے جو ایمان لا کر اچھے کام کرتے ہیں۔ پہلے قرآن سے انکار پر جہنم کے عذاب سے ڈرایا گیا تھا۔ اب اس پر ایمان لا کر اجر وانعام کی امید دلائی جا رہی ہے۔

ڈرانا اور امید دلانا ہی دو موثر ذریعہ اور کارگر ہتھیار ہیں جن کے ذریعہ انسان پر قابو پایا جاتا اور اس کی اصلاح کی جاتی ہے۔ اگر یہ دونوں کسی معاشرہ میں نہ باقی رہ جائیں تو پھر اسکی آزادی وبے راہ روی پر قابو پانے اور اس کو اچھے کام پر ابھارنے کی کوئی شکل نہیں رہتی ہے۔

قرآن میں دنیوی سزا کے مقابلے میں آخرت کی سزا سے زیادہ ڈرایا گیا ہے اسی طرح دنیوی جزاء کے مقابلے میں آخرت کی جزاء کی زیادہ امید دلائی گئی ہے۔ اس کی وجہ غالباً یہ ہے کہ دنیا بڑی حد تک انسان کے قابو میں ہے اس کی سزا سے بچنے اور اس کی جزاء کو حاصل کرنے کے لئے انسان کے پاس ہزار راہیں اور ہزار تدبیریں ہیں جن کو کام میں لا کر وہ سزا سے بچا رہتا اور جزاء حاصل کرتا رہتا ہے۔ آخرت کی سزا اور اسکی جزاء میں ایسا نہیں ہے وہ تمام تر انسان کے قابو واختیار سے باہر ہے

© rasailojaraid.com
© rasailojaraid.com
© rasailojaraid.com

پھر دنیوی جزا اور سزا کے قانون کو سمجھنا آسان نہیں ہے۔ یہاں مقصود دنیا کا نظام چلانا اور اس کو ترقی دیتے رہنا ہے۔ بسا اوقات اس نظام کی رعایت ایسی ضروری ہوتی ہے کہ اس کی وجہ سے جزا و سزا کے عام قانون کو ملتوی کرنا پڑتا ہے، کبھی خاص فائدہ کے تحت تکلیفوں اور مصیبتوں کے ذریعہ انسان کی آزمائش کی جاتی ہے جو سمجھ میں نہیں آتی ہے اور دل و دماغ کے آبگینہ کو پتھر سے کچلا جاتا ہے جس کو دیکھ کر سزا کا شبہ ہوتا ہے حالانکہ اپنے کاموں کی بنا پر وہ سزا کا نہیں جزا کا مستحق ہوتا ہے۔ اسی طرح خاص مصلحت کے تحت کسی کو آسائش اور انعام و اکرام سے نوازا جاتا ہے جس کا سبب سمجھ میں نہیں آتا اور جس کو دیکھ کر جزا کا شبہ ہوتا ہے حالانکہ اپنے اعمال کی وجہ سے وہ سزا کا مستحق ہوتا ہے۔

دنیا میں بھی جزا و سزا کا قانون نافذ ہے۔ ایسا نہیں ہے کہ دنیا میں لوگوں کو آزاد چھوڑ دیا جاتا ہو، اچھے برے کام پر یا اجر و انعام سے ان کو بالکلیہ محروم کر دیا جاتا ہو۔ اگر ایسا ہوتا تو دنیا کا کاروبار ٹھپ ہو جاتا اور اس کا نظام درہم برہم ہو جاتا۔ لیکن چونکہ دنیا میں جزا کی تاخیر اور سزا میں مہلت و ڈھیل کی بیشمار ایسی صورتیں پائی جاتی ہیں جن کو گرفت میں لانا آسان نہیں ہے۔ اسی طرح خاص فائدہ کے تحت تکلیفوں اور مصیبتوں کے ذریعہ انسان کی آزمائش اور خاص مصلحت کے تحت آسائش اور انعام و اکرام کی بے شمار صورتیں ہیں جن کو کسی خاص ضابطہ کے تحت لانا انسان کے لئے ناممکن ہے جب کہ وہ اللہ کے مقررہ ضابطہ ہی کے تحت ہیں ایسی حالت میں ظاہر ہے کہ دنیا کے مقابلہ میں آخرت کی جزا و سزا کا ذکر انسان و سماج کے لئے زیادہ مفید و مؤثر ہو سکتا ہے۔ خواہ اچھے کاموں پر رغبت دلانے کے لئے ہو یا برے کاموں سے بچانے کے لئے ہو۔

آخرت دنیا سے دور بھی نہیں ہے یوں سمجھیے کہ زندگی کے دو حصے ہیں ایک دنیا اور دوسرا آخرت درمیان میں موت گویا تھکاوٹ دور کرنے کے لئے ایک وقفہ ہے یعنی آگے بڑھیں گے دم لے کر۔

زندگی کے اس دوسرے حصہ کا ذکر و تذکرہ آج سے نہیں اسی وقت سے شروع ہوا ہے جب سے انسان نے زمین پر قدم رکھا ہے۔ یہ ذکر و تذکرہ اللہ کی ہدایت نے

© rasailojaraid.com
© rasailojaraid.com

شروع کیا اور مسلسل جاری رہا اور حیرت ہے کہ اب تک کسی نے نہ صرف یہ کہ اس کے خلاف کا ثبوت نہیں پیش کیا، بلکہ انکار کی صورت میں جو زندگی میں خلاء رہ جاتا ہے اس کو پُر کرنے کی کوشش بھی نہ ہو سکی اور اچھے و برے کاموں کی جزاء و سزا کے بارے میں جو طرح طرح کے سوالات پیدا ہوتے ہیں ان کا جواب بھی اب تک نہ فراہم کیا جا سکا۔ حقیقت ہمیشہ حقیقت رہی اس کی سچائی کے لئے بس اتنی بات کافی ہے کہ وہ سچ ہے بچہ کی سمجھ میں اگرچہ نہیں آتا کہ آگ میں ہاتھ ڈالنے سے جل جائے گا، دودھ کے استعمال سے قوت آتی ہے۔ لیکن اس سمجھ میں نہ آنے سے نہ آگ کی خاصیت (جلانا) بدلتی ہے نہ دودھ کی خاصیت (قوت پہنچانا) میں تبدیلی آتی ہے اور نہ بچہ کے سرپرست آگ سے جلانے اور دودھ سے قوت دلانے میں کوئی کمی کرتے ہیں۔

بلاشبہ جدید دنیا کے انسان نے علم و عقل کے ذریعہ بہت سی حقیقتوں کو دیکھ لیا ہے، لیکن کوشش و جد و جہد کے باوجود کتنی بے شمار حقیقتیں ایسی ہیں جن تک اس کی نظر نہیں پہنچ سکی ہے، جن حقیقتوں کو اس نے علم و عقل کے ذریعہ دیکھا ہے ان کا وہ اس سے پہلے انکار کرتا رہا ہے۔ لیکن دیکھنے کے بعد نہ صرف اقرار کرنے پر مجبور ہوا بلکہ انکار کرنے والوں کو ویسے ہی نادان و جاہل سمجھتا ہے۔ جیسے بچہ کو اس کا سرپرست نادان و جاہل سمجھتا ہے۔

پھر حقیقتوں کو دیکھنے کے لئے جدید دنیا کے انسان نے علم و عقل کا جو آئینہ تیار کیا ہے اس کا تعلق زندگی کے پہلے حصے (دنیا) سے ہے، زندگی کے دوسرے حصہ (آخرت) کو دیکھنے کے لئے نہ اس نے آئینہ تیار کیا نہ کسی اور طرح دیکھنے کا دعویٰ کیا بس بلا دلیل انکار کر دینے ہی کو غنیمت جانا ــــــــــــــــــــ بہت ممکن ہے یہ صورت حال اس بناء پر ہو کہ اس نے جو آئینہ تیار کیا ہے اس میں زندگی کا دوسرا حصہ (آخرت) اپنی وسعت کی وجہ سے نہ سما سکتا ہو اور اس کے لئے جس آئینہ کی ضرورت ہو اس کی تیاری پر وہ قدرت نہ رکھتا ہو۔ اس کمزوری کو چھپانے کے لئے اس نے انکار کی راہ اختیار کی ہو۔

لیکن جس انداز سے زندگی کی حقیقتوں کی دریافت ہو رہی ہے اس سے بعید نہیں کہ اس بڑی حقیقت کی دریافت کے لئے بھی راہ ہموار ہو جائے اور ہدایت الٰہی سے

© rasailojaraid.com
© rasailojaraid.com

مدد لینے پر مجبور ہونا پڑے۔ انسان اور سماج پر کنٹرول کی ضرورت دن بدن بڑھتی جا رہی ہے اور اس کے لئے ساری تدبیریں فیل ہو رہی ہیں۔ اب تو چاروناچار جہنم سے خوف دلانے کا ذکر بھی زبان پر آنے لگا ہے کیا عجب ہے کہ یہی ضرورت آخرت کی جزا اور سزا پر ایمان کا دروازہ کھول دے اور زندگی کا دوسرا حصہ بھی نظر آنے لگے۔

قرآن میں آخرت کی جزا و سزا کا ذکر جنت و جہنم سے کیا گیا ہے۔ جنت میں اعلیٰ درجہ کی راحت و منفعت اور جہنم میں سخت قسم کی اذیت و مضرت بتانا مقصود ہے۔ جب موقع کسی بات کے کرنے نہ کرنے کا ہو یا کسی حکم کے ماننے نہ ماننے کا ہو یعنی کرنے کا حکم دیا جائے اور نہ کرنے کی تاکید کی جائے ایسے موقع پر راحت و اذیت یا منفعت و مضرت کا ذکر لازمی ہے۔ اگر ایسا نہ ہو تو کوئی شخص کوئی بات سننے سمجھنے کے لئے تیار نہ ہو۔ جنت و جہنم میں جن چیزوں کا ذکر ہے یہ بالعموم وہی ہیں جو انسان کی بول چال میں آتی ہیں۔ اگر ان کے علاوہ دوسری چیزوں کا ذکر ہوتا جو انسان کی بول چال میں نہیں آتی ہیں تو لوگوں کا سمجھنا دشوار ہوتا، پھر جنت کی امید دلانے اور جہنم سے خوف دلانے کا مقصد فوت ہو جاتا، جو لوگ جنت و جہنم کے چیزوں کے بکثرت ذکر مذکورہ پر اعتراض کرتے ہیں، وہ نہ لوگوں کی نفسیات سے واقف ہوتے ہیں اور نہ ان کی اصلاح کے طریقوں سے واقفیت رکھتے ہیں۔ (مضمون جاری ہے)

بعثت انبیاء و رسل کا اساسی مقصد
بعثت محمدی کی امتیازی و تکمیلی شان — نیز
انقلاب نبوی کا اساسی منہاج
ایسے اہم موضوعات پر
ڈاکٹر اسرار احمد
کی
حد درجہ جامع تصنیف
نبی اکرم ﷺ کا مقصدِ بعثت
کا مطالعہ کیجیے
اعلیٰ سفید کاغذ ○ عمدہ طباعت ○ قیمت فی نسخہ ... روپے
مرکزی انجمن خدام القرآن ۳۶۔ کے ماڈل ٹاؤن ○ لاہور

اسلام میں عورت کا مقام
ڈاکٹر اسرار احمد
کا مدلل و مفصل خطاب
عورت اقبال کے کلام میں

© rasailojaraid.com
© rasailojaraid.com